سمندر اور کنواں

ڈاکٹر بانو سرتاج
بالمقابل آکاشوانی، سول لائنس، چندرپور۔ 442401 (مہاراشٹر)

ایک دن ایک کنوئیں کے دل میں سمندر سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

سوچ تو وہ بہت دنوں سے رہا تھا مگر جھجک مانع ہوتی تھی۔ جھجک اس بات کی تھی کہ سمندر نے کبھی کنوؤں کو بھاؤ نہیں دیا تھا...اور کنوؤں نے خود کبھی سمندر سے ملنے کی بات نہیں سوچی تھی۔

کنوئیں نے سوچا کہ وہ اس روایت کو توڑے گا، فیصلہ کیا اور پہنچ گیا سمندر کے پاس۔ اسے سلام کیا، دعائیں لیں۔ سمندر نے حیرت سے پوچھا:

''کون؟ کنوئیں؟''

''ہاں... بابا۔ کنواں ہوں، آپ کا بیٹا جسے آپ نے مکمل طور پر نظر انداز کر رکھا ہے۔''

سمندر نے غور سے کنوئیں کو دیکھ کر اندازہ لگانا چاہا کہ وہ طنز سے تو یہ سب نہیں کہہ رہا، مگر کنوئیں کے چہرہ پر ایسے کوئی آثار نہیں تھے۔ سمندر کو کنوئیں پر شک کرنے پر شرمندگی ہوئی۔ نرمی سے پوچھا:

''آج کیسے اپنے بابا کی یاد آگئی؟''

''یاد تو بہت دنوں سے آرہی تھی، مگر جھجک مانع ہوتی تھی۔''

''جھجک کیسی؟ اپنوں سے ملاقات کرنے میں جھجک کیسی؟ اپنے بابا سے ملنے آرہے تھے، کسی غیر سے ملنے تو نہیں آرہے تھے....''

آپ تو ہمیں پیار ہی نہیں کرتے، بس ندیوں سے پیار کرتے ہیں...ہم یہاں آکر بھی کیا کرتے؟'' کنوئیں نے شکایتی انداز میں کہا۔

''ندیاں ہم سے آکر ملتی ہیں، ہمیشہ ملتی رہتی ہیں تو ان سے پیار کرتے ہیں۔'' سمندر نے سادگی سے کہا۔

''نہیں، ایسا نہیں ہے۔ آپ اُن سے پیار کرتے ہیں اس لیے وہ آتی ہیں، آپ سے ملتی ہیں۔ ہمیں آپ کبھی پوچھتے ہی نہیں۔ ہمیں بھی کبھی لگے کہ کوئی ہمارا انتظار کر رہا ہے، ہم سے ملنے کو بے چین ہے، ہم پر اپنے پیار و محبت کی برسات کرنے کو بے قرار ہے تو ہم کیوں نہ دوڑے دوڑے آئیں؟''

سمندر سمجھ گیا کہ کنوئیں کے دل میں گانٹھ پکّی ہوگئی ہے۔ پہلے آہستہ آہستہ گانٹھ کھولنی پڑے گی پھر نشتر لگانا ہوگا تاکہ دل میں جمع نفرت اور نظر انداز کے دُکھ کے مواد کا رساؤ ہوجائے اور وہاں پیار کا مرہم لگایا جاسکے۔ ہنس کر کہا:

''بہت بھولے ہو۔ ندیاں تمہاری بہنیں ہیں۔ بہنوں سے حسد کرتے ہوا....یہ اچھی شوخ اور چنچل ہوتی ہیں۔ ان کے دلوں میں چھل۔ کپٹ نہیں ہوتا۔ سب سے میل ملاقات رکھتی ہیں۔ قلیل عرصہ کے لیے غضبناک ہوکر اینٹھتی بھی ہیں

تو موسم کے اشارے پر فوراً خود کو سنبھال لیتی ہیں۔ ہمارے پاس دوڑی دوڑی آتی ہیں تو ہم انھیں اپنی آغوش میں لے کر پدرانہ شفقت سے شرابور کر دیتے ہیں۔''

''آپ نے ہماری طرف تو کبھی ہاتھ نہیں بڑھائے، ہمیں پدرانہ شفقت سے نہیں نوازا۔'' کنوئیں نے زخمی لہجے میں کہا۔

''تم پہلی مرتبہ یہاں آئے تو سچ پوچھو، چند لمحوں کے لیے ہم تعجب سے تمھیں دیکھتے ہی رہ گئے۔ تمہارے سر پر

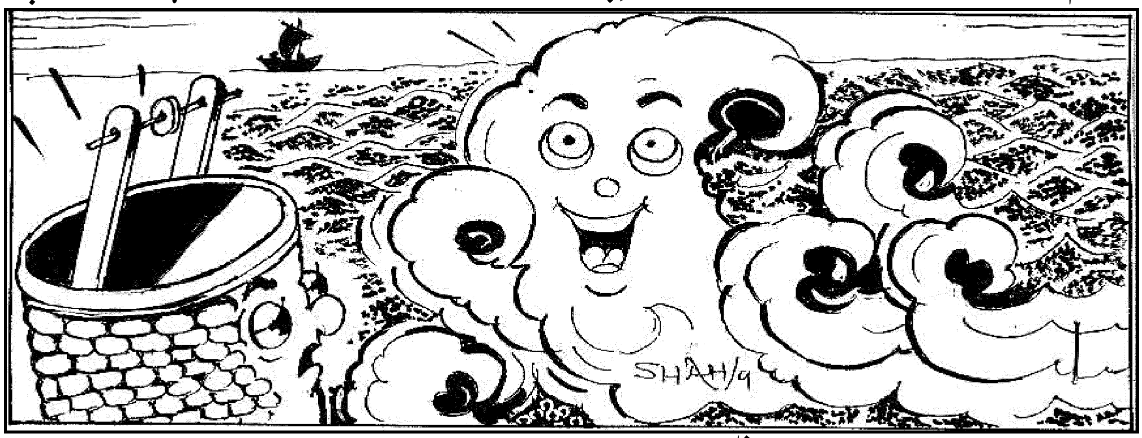

ہاتھ رکھنے کا خیال نہیں آیا۔'' سمندر نے اپنی غلطی قبول کرلی، مگر فوراً اپنی فطرتی سنجیدگی پر لوٹتے ہوئے کہا:

''تم نے بھی تو آتے ہی ہم پر الزامات کی بارش کردی۔ یہ بھی نہ سوچا کہ ہماری کیا حالت ہو رہی ہوگی۔ اوّل تو ہمیں کوئی الزام دیتا نہیں، تم نے نہ صرف الزام لگائے بلکہ کٹہرے میں کھڑا کردیا۔''

کنواں کچھ شرمندہ ہوا۔ چند لمحے خاموش کھڑا رہا پھر پرانی روش پر آکر بولا، ''تو کیا یہ غلط ہے کہ آپ بیٹیوں کو زیادہ پیار کرتے ہیں۔''

''ہاں یہ غلط ہے۔ ہم بیٹیوں اور بیٹوں میں فرق نہیں کرتے۔'' سمندر نے پرعزم لہجے میں کہا۔

''بابا کے گھر میں شفقت اور پیار تقسیم کرنے میں تو فرق نظر آتا ہے۔'' کنواں اپنی بات پر اڑا رہا۔

''ہم اپنی اولاد میں اور مجموعی طور پر دنیا کے تمام جانداروں میں، ان سے رشتہ کی بنا پر نہیں، ان کے اوصاف کی بنیاد پر پیار تقسیم کرتے ہیں۔ جو اچھا ہے وہ توجہ کا اور پیار کا حقدار ضرور ہوگا۔''

برداشت کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ کنواں کوئی بچہ تو نہیں تھا کہ اُسے بہلا پھسلا کر سمجھایا جاتا.....جو کچھ سمندر نے اُس سے کہا، اس سے اُسے عقل آ جانی چاہیے تھی مگر وہ اپنی بات بلکہ اپنے الزام سے رتّی بھر بھی ادھر اُدھر نہ ہلا تو سمندر نے آخری نصیحت کی:

''چاروں طرف سے دیوار کھینچ کر بیٹھنے والے کو جو ملتا ہے وہی تمھیں مل رہا ہے۔ پیار چاہتے ہو تو دیواریں توڑ کر باہر آجاؤ اور ہر دل کے کنارے چلو، ہر دل سے رشتہ جوڑو۔''

کنواں اب اپنی غلطی سمجھ گیا تھا۔

(مرکزی خیال ماخوذ)

○○